مختصر سوانح

مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

(م1992ء)

از

شیخ ابو الرضوان محمد عمران الصدیقی ساغر کاندھلوی

(تذکرہ خاندانِ صدیقِ اکبرؓ)

مولوی محمد علی الصدیقی کاندھلویؒ

پیدائش ۱۳۳۱ھ وفات ۱۴۱۳ھ

۱۹۱۰ء ...... دسمبر ۱۹۹۲ء

مولوی محمد علی صدیقی کاندھلویؒ، حکیم صدیق احمد صاحبؒ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں کاندھلہ میں پیدا ہوئے یہاں پر اجمالاً قصبہ کاندھلہ کا تذکرہ بھی کردیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ زیرِ تالیف کتاب بالعموم صدیقینِ کاندھلہ اوران کے عزیز واقارب سے متعلق ہے۔

شمالی ہند کے صوبہ یوپی کے آخری ضلع مظفر نگر کا ایک قصبہ ہے جو شاہدرہ ۔۔۔ سہارنپور ریلوے لائن پر دونوں طرف سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کاندھلہ کی تاریخ اوراس کی وجہ تسمیہ تو راقم الحروف کے علم میں نہیں ہے مگر میرے چھوٹے بھائی عزیزم نورالحسن راشد بن مولوی افتخار الحسن کاندھلوی اس کی تحقیق وجستجو میں کاندھلہ میں مصروف ہیں۔

شیخ زادگان کاندھلہ غالباً بادشاہانِ تغلق یا اس سے کچھ قبل کاندھلہ آکر آباد ہوئے۔ کاندھلہ کی جامع مسجد سلطان محمد شاہ تغلق نے پنجاب سے واپسی پر کاندھلہ میں قیام کے دوران قاضی مولوی محمدؒ سے شروع کرائی نیز امامت، خطابت اور مناکحت کی خدمات کے لئے مولوی محمدؒ کو بیس ہزار بیگہ پختہ زمین بھی غالباً نویں صدی ہجری میں عطا کی اوراس مسجد کی تکمیل راقم السطور کے مورثِ اعلیٰ جناب حکیم رحیم اللہؒ نے کی۔

محمد علی صدیقی کاندھلوی کے اجداد علامہ عبدالعوضؒ بن ابوجعفر محمدؒ (مقتول بغداد) قاضی بغداد، سہروردیا بغداد سے سکندر لودھی کے دور میں قصبہ سنام (سابق ریاست پٹیالہ) ضلع کرم گڑھ مشرقی پنجاب میں آباد ہوئے اس زمانے میں سنام کا قصبہ غالباً علم کا مرکز تھا کیونکہ بیشتر صوفیائے کرام

پہلے سنام ۱؎ آئے اور اس کے بعد ہندوستان۔

آمدم بر سرِ مطلب، محمد علی صدیقی نے اس جہانِ آب وگل میں آنکھ کھولی تو اطراف کی فضاء قال اللہ اور قال الرسول سے گونج رہی تھی۔ آپ کو کاندھلہ کے جدی پشتی مدرسہ میں حفظِ قرآن کے لیے داخل کیا گیا۔ حافظ عبدالعزیز صاحبؒ (جو خاندان کے جگت استاد تھے اور جنھوں نے خاندان کی تقریباً تین پشتوں کے شیخ زادگان کو قرآن حفظ کرایا تھا) مدظلہ نے قرآن حفظ کرایا۔ عربی اور فارسی ابتدائی کتب بھی جامع مسجد کاندھلہ کے مدرسہ میں پڑھیں۔ ابھی چھوٹے ہی تھی کہ یتیمی نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ بچپن ہی میں آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔ دارالعلوم دیوبند میں مولوی حسین احمد مدنی اور دوسرے اجلہ علماء ہند موجود تھے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم مسلمانانِ ہند کی سیاست کا مرکز بھی تھا۔ وہاں علم وعمل کے متوالے بھی تھے اور صاحبِ سیف وقلم بھی۔ ان اساتذہ کی صحبت اور درس کا یہ اثر ہوا کہ مولوی محمد علی کی پوشیدہ صلاحیتیں کھل کر سامنے آنے لگیں۔ ابھی دورۂ حدیث کو نہ پہنچے تھے کہ انگریز حکومت نے مدرسہ کے بہت سے اساتذہ اور طلباء کے خلاف مقدماتِ بغاوت قائم کیے اور گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا سرسری سماعت کی عدالتوں نے قید وبند اور موت وزیست کے فیصلے شروع کر دیئے ان میں یہ نوجوان عالم محمد علی کاندھلوی بھی شامل تھے جنہیں قید کی سزا سے نوازا گیا۔ حکیم حافظ مولوی محمد عثمان صدیقیؒ جو مولوی محمد علیؒ کے برادرِ کلاں تھے، بتلایا کرتے تھے کہ جب علی رہا ہو کر گھر آئے تو قصبہ کاندھلہ کے اعزا وا قارب نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بہر حال دوبارہ مدرسہ گئے اور دوبارہ سیاسی سرگرمیوں کی لہر اٹھی اور ایک بار پھر ان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے۔ مگر اس بار مولوی محمد علی روپوش ہو گئے۔ اور فرار ہو کر غالباً ۳۶۔۱۹۳۵ء میں یا اس سے قبل سیال کوٹ آگئے یہاں ٹھیکیدار شہاب الدین صاحبؒ نے مسجد میں امامت کے لیے رکھ لیا۔ اور اس طرح ان کی سیال کوٹ کی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس زمانہ میں فارغ اوقات میں توجہ اور لگن سے حدیث کا مطالعہ جاری رکھا ذہین تھے جو کتاب دیکھتے تھے یاد ہو جاتی تھی۔ بعد میں انہوں نے افرادِ خانہ کو بھی سیال کوٹ بلا لیا تھا شہاب

۱؎ سنام عربی زبان کا لفظ ہے۔ چونکہ عرب تجارت کی غرض سے ہند آیا کرتے تھے تو عین ممکن ہے کہ اس قصبہ کو کسی عرب نے آباد کیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے قدیم مسجد بھی سنام میں تھی جس کے اب صرف آثار باقی ہیں۔

الدین صاحب اور شہریوں کے تعاون سے موجودہ مسجد و مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور اپنی صلاحیتوں سے اس میں مدرسہ کے ساتھ ساتھ اسکول بھی شروع کیا۔ علم کے متوالوں کے لیے ایک خوبصورت کتب خانہ (لائبریری) بھی قائم کیا جو آج بھی موجود ہے مگر ناقدریِ زمانہ کا شکار ہے۔ تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حکومت کے فیصلوں پر کڑی تنقید کی اس جرم کی پاداش میں گوجرانوالہ جیل میں پابندِ سلاسل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے انتخابات میں مبینہ دھاندلیوں کے خلاف تحریکِ نظامِ مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ اور کڑی تنقید کرنے پر گرفتار کر کے رحیم یار خان جیل بھیج دیئے گئے بعد ازاں جنرل محمد ضیاء الحق نے عنانِ حکومت سنبھالنے کے بعد ان کو رہا کیا۔

مولوی محمد علی صدیقیؒ پڑھے لکھے علم دوست اور ذی شعور افراد کو پسند کرتے تھے اور دوست رکھتے تھے۔ ان کے دوستوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ویسے ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ منجملہ اور دوستوں کے ان کے ایک دوست جناب الطاف حسین قریشی بھی تھے جو اردو ڈائجسٹ لاہور کے مدیر ہیں۔ ان کو میں نے مولوی صاحب کے پاس گفتگو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ علم کے حوالہ سے قریشی صاحب کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

محمد علی صدیقی صاحبؒ کو کئی بار حج اور عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ راقم السطور جب تک سیالکوٹ رہا، فجر کی نماز سے قبل خواہ سردی ہو یا گرمی غسل میں ناغہ نہیں دیکھا یعنی غسل ان کے دیگر معمولات میں سے ایک تھا۔ تہجد گزار تھے۔ فجر کی نماز سے پہلے چائے خود بنا کر پیتے تھے۔ نمازِ فجر کے بعد برسوں درسِ قرآن شریف دیتے رہے۔ شام کی چائے مسجد کے سامنے بیٹھ کر پیتے تھے۔ صبح سے زوال تک درس و تدریس اور تصنیف و تالیف ان کا معمول تھا۔ گوشت سبزی وغیرہ کوشش کر کے خود لاتے تھے۔ دن میں گھر بہت کم جاتے تھے شب کو اپنے حجرے میں سوتے تھے۔ خاندانی تسبیحات کا شب میں اہتمام کرتے تھے۔ علم، حلم اور بردباری میں یکتائے زمانہ تھے۔ عربی اور فارسی پر انتہائی حد تک قدرت رکھتے تھے انگریزی سے بھی واقفیت تھی۔ مگر اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ انہیں یہ ملکہ حاصل تھا کہ جو زبان بھی بولتے تھے اس میں دوسری زبان کی آمیزش نہیں ہونے دیتے تھے۔

گھر آنیوالے خاندان کے بچوں اور بڑوں سے شفقت، محبت اور عزت سے پیش آتے

تھے۔ سخاوت اور فیاضی سنتِ صدیقِ اکبر ہے۔ جو ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جنگ ۱۹۶۵ء میں گھر کا تمام اثاثہ محاذ کے لیے دیدیا تھا اور یہ عمل سنتِ صدیقِ اکبرؓ ہے۔ درج بالا باتوں کے علاوہ یہ مشاہدہ بھی ہوا کہ انہوں نے خاندان کے کسی فرد کو روزگار کے لیے قابلِ اعتناء نہ سمجھا۔ شروع میں انکے کوئی اولاد نہیں تھی انہوں نے ایک بچہ گود لیا تھا اس کا نام عبدالرشید خاقان رکھا۔ عبدالرشید خاقان بہت ہی نیک سیرت اور نیک طبع ہے آجکل کویت میں اپنے کاروبار میں مصروف ہے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے محمد علی کو دو دختران سے نوازا۔ وہ دونوں اپنے گھر واہ کینٹ میں خوش وخرم ہیں۔ اللہ ان تینوں بہن بھائیوں کو آباد رکھے۔

مولوی محمد علی صدیقی کاندھلوی نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ معالم القرآن (تفسیرِ قرآن مجید) ۲۔ اسلام کا نظامِ اذکار۔

۳۔ اسلام کا نظامِ صلوٰۃ۔ ۴۔ مذہب اہلِ سنت

۵۔ شاہ ولی اللہ اور تقلید ۶۔ نقوشِ زنداں

۷۔ امامِ اعظم اور علمِ حدیث۔ (کافی ضخیم کتاب ہے صرف ۱۷ دنوں میں قید و بند کی صعوبت کے دوران رحیم یار خان جیل میں لکھی گئی نیز یہ کتاب سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک میں اس قدر پسند کی گئی کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔)

درجِ بالا کتابوں کے علاوہ محمد علی صدیقی، قاضی ضیاء الدین سنامی کی مشہورِ زمانہ کتاب "نصاب الاحتساب" پر کام کر رہے تھے اور انساب کا موضوع بھی مولوی محمد علی صاحب کے زیرِ تحقیق تھا۔ جس میں ان کے ممد و معاون نعیم آسی مرحوم تھے۔ جو سیالکوٹ میں اپنا اسکول چلا رہے تھے۔ انساب سے متعلق سارا مواد ان کے پاس موجود ہے راقم الحروف اس سلسلہ میں ان کے بھائی کے پاس گیا بھی تھا مگر نعیم آسی کے بھائی کی عدم موجودگی سبب ناکامی ہوئی۔ نعیم آسی کے بھائیوں سے اس کی اشاعت کی توقع نہیں ہے مگر ہو سکتا ہے کہ قاری عبدالرحمٰن صاحب جو مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں کتاب ترتیب دے رہے ہیں شائد نعیم آسی کے بھائی سے وہ قلمی نسخہ حاصل کر کے شائع کرائیں۔

مولوی محمد علی صاحب کار میں جا رہے تھے کہ حادثہ کا شکار ہوئے اور کئی برس تک بسترِ علالت

پر رہے۔ مگر ۱۹۹۲ء میں بلند فشار خون کے باعث دماغ کی رگ پھٹنے سے خاندانِ صدیقی کا یہ چشم و چراغ اپنی تمام تر جولانیوں کے ساتھ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ملکِ بقا کو روانہ ہوئے۔ مولوی محمد علی کو رنگ پورہ روڈ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ سیال کوٹ شہر کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ دارالعلوم الشہابیہ سے اٹھایا گیا۔ ان کی والدہ محترمہ بھی وہیں مدفون ہیں۔

جنابِ احسان دانش، مولوی محمد علی کاندھلویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

''جہاں تک علم و فضل کا تعلق ہے یہ بھی کاندھلہ کی علمی روایت کے وارث ہیں۔ آج کل سیال کوٹ میں شہابیہ دارالعلوم کے مہتممِ اعلیٰ ہیں اور سینکڑوں تشنگانِ علم ان کے علم و عرفان سے فیضیاب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔'' یوں تو کاندھلہ کے اکثر علماء کا مشغلہ درس و تدریس ہے، لیکن اس دور میں مولانا محمد علی جیسے لوگوں کا دم غنیمت ہے، کیونکہ مولانا موصوف عالم ہونے کے علاوہ قومی مجاہد بھی ہیں اور اس سلسلہ میں سنتِ یوسفی بھی ادا کر گئے۔'' [1]

حوالہ کیلئے ملاحظہ کیجئے :

☆ [1] جہانِ دگر از احسان دانش کاندھلوی ---------- ص ۲۷۶

اعیان خاندانِ عتیق النبیؐ

تذکرہ خاندانِ صدیقِ اکبرؓ



مؤلفہ

شیخ ابوالرضوان محمد عمران الصدیقی ساغرؔ کاندھلوی

جوائنٹ پراونشل الیکشن کمشنر (بلوچستان) ریٹائرڈ